فضہ فاطمہ
منتظم، ادارہ یادگارِ غالب و غالب لائبریری، کراچی

ترکی زبان اور اردو زبان میں مصادر کا نظام: ایک مطالعہ

Abstracts

Uses of infinitives in Turkish language and Urdu language: A study

By Fezza Fatima, Managing Assistant, Ghalib Library, Karachi.

This article defines the uses of infinitives in Turkish and Urdu language. Both languages have different backgrounds but few similarities too. In Turkish and Urdu language we found a lot of similar vocabularies because both have a history of political effect of Arab nations and Persian governance. In this research we discuss only the infinitives of both languages, how & when they changed in sentences and what the similarities in both languages are.

Keywords: Linguistic, Short history of Urdu language, Short History of Turkish language, Uses of Infinitives of Urdu language and Turkish language.

کلیدی الفاظ: لسانیات، اردو زبان کی مختصر تاریخ، ترکی زبان کی مختصر تاریخ، اردو زبان اور ترکی زبان میں مصدر کا استعمال

کسی بھی قوم کی پہلی شناخت اس کی زبان ہوتی ہے ۔ یہ ودیعتِ الٰہی ہے ۔جس طرح سے انسان کو ہاتھ پاؤں ناک، کان دیے گئے ہیں بالکل اسی طرح سے زبان بھی دی ۔ ماہرینِ لسانیات اس کی مختلف تعریفیں کرتے ہیں المختصر یہ کہا جائے تو غلط نہ ہوگا کہ" زبان آوازوں کا مجموعہ ہے[۱] ۔"جس کے ذریعے انسان اپنے خیالات کا اظہار کرتا ہے ۔ تغیرِ زمانہ کے سبب یہ اظہار مختلف شکلیں اختیار کرتا گیا اور پھر ماہرینِ لسانیات نے اسے جغرافیائی اور دیگر اقسام میں تقسیم کردیا۔ ماہرینِ لسانیات کے مطابق زمین پر انسانیت کا ظہور کم از کم ایک ملین سال پرانا ہے اور سب سے قدیم معروف تحریری دستاویز سمیرین کیش ٹیبلٹ ہے، جو عراق کے قدیم سمیری شہر کیش میں تقریباً ۳۵۰۰ قبل مسیح میں پائی گئی تھی جو کہ چونے کے پتھر پر درج تھی ۔ تحریر کی یہ پہلی مثال کیونیفام، ایک قسم کی تصویر پر مبنی تھی[۲]۔ چوں کہ ہمارے پاس انسانی تاریخ کے پچھلے پانچ ہزار سال کے علاوہ کوئی تحریری دستاویز موجود نہیں ہے، اس لیے یہ اندازہ لگانا مشکل ہے کہ زبانیں کب اور کیسے پیدا ہوئیں۔ تاہم، زبانوں کی پیدائش سے متعلق نظریات کو دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے:

☆پہلا نظریہ دعویٰ کرتا ہے کہ زمین پر تمام زبانیں ایک ہی مادری زبان سے پروان چڑھی ہیں۔

☆دوسرا نظریہ اس کے برعکس یہ دعویٰ کرتا ہے کہ زبانیں کسی ایک زبان یا ایک ماخذ سے نہیں بلکہ مختلف زبانوں یا ذرائع سے تیار ہوئیں[۳]۔

ان تمام اختلافات کے باوجود، زبانیں قواعد، معنی اور آواز میں کچھ بنیادی مماثلتیں اور مشترکات دکھاتی ہیں۔ عہدِ حاضر کے بڑے ماہر لسانیات میں سے ایک، نوم چومسکی یہ کہتے ہیں کہ:

" اگر زائرین کسی دوسرے سیارے سے زمین پر آتے ہیں تو وہ تمام انسانی زبانوں کو ایک زبان کے طور پر

دیکھیں گے۔ خاص طور پر ۱۹ ویں صدی کی رومانوی اور
دلچسپ لسانی دریافتوں میں،اس صدی میں
زبانوں کے نمودار ہونے کے بارے میں لسانی مطالعہ
ایک اہم مقام رکھتا ہے[۴]۔"

زبانوں کے خاندان جنھیں عام طور پر تخلیطی[۵] قسم کی زبانوں کا گروہ کہا جاتا ہے، آریائی زبانوں کا ایک ممتاز خاندان ہے۔ اسے مختلف زبانوں میں ماہرین لسانیات نے مختلف اسما دیے ہیں۔ بعض لوگ اسے آریائی کہتے ہیں، بعض ہند آریائی، کچھ ہند یورپی اور کچھ ہند جرمانی کے نام سے پکارتے ہیں۔[۶] مراد ان ساری اصطلاحوں سے ایک ایسی زبان ہے جو ماضی بعید میں اس گروہ کی مشترک زبان تھی جسے تاریخ میں آریا کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ آریاؤں کے مختلف قبائل کی ہجرت اور ایشیا و یورپ کے مختلف علاقوں میں ان کے آباد ہونے کی داستان نہایت دلچسپ اور اہم ہے۔ آریا جو سنہ ۳۰۰۰ ق-م اور سنہ ۲۵۰۰ ق-م کے درمیان ایران میں موجود تھے۔ سنہ ۲۰۰۰ ق۔م کے قریب اسی گروہ کے بعض قبیلوں نے مشرق کی سمت ہجرت شروع کی۔ ہجرت کا یہ سلسلہ ایک طویل مدت پر پھیلا ہوا ہے۔ غالباً کچھ آریائی قبیلے اس علاقے میں داخل ہوئے جسے پیشاچ کا علاقہ کہا جاتا ہے جو موجودہ گلگت اور اس کے گردو نواح کا علاقہ ہے۔ بعد میں آنے والے آریا موجودہ پنجاب اور سندھ کے علاقے میں پھیلے۔ ان دونوں آریاؤں میں جنگ و پیکار کی صدائے بازگشت ویدوں کے منتروں میں ملتی ہے۔برصغیر پاک و ہند میں آنے والے آریائی قبائل کی زبان کا تعین قطعی دشوار ہے۔ مگر تحقیق سے معلوم ہوتا ہے کہ دورِ قدیم میں ایرانی زبان اور ہندوستانی آریائی زبان میں کافی مماثلت موجود تھی اور صوتی تغییرات کو ملحوظِ نظر رکھ کر ایک زبان کے الفاظ کو دوسری زبان کے الفاظ میں تبدیل کیا جاسکتا ہے۔ خیال کیا جاتا ہے کہ ہندوستان میں وقتاً فوقتاً آنے والے آریوں کی زبان میں اختلاف تھا جو کہ علاقائی تبدیلیوں کے باعث مختلف مقامی اثرات کے قبول کرنے سے پیدا ہوئے تھے۔

آریائی بولی نے سنسکرت کا نام پایا اور سنسکرت کے مقابلے میں جو علمی اور ادبی زبان تھی اسے پراکرت کہا جاتا تھا۔ پراکرت کی عوامی شکل کو اپ بھرنش کہتے ہیں کیوں کہ مغربی پاکستان کے حصہ پنجاب میں اپ بھرنش شکل کے آثار ملتے ہیں۔(۷) اسی باعث ماہرِ لسانیات پاک و ہند کی موجودہ زبانوں کو پراکرت کی اپ بھرنش شکل کی بنیاد پر استوار کرتے ہیں۔ الغرض اردو اپنی ساخت کے اعتبار سے پراکرت کی اپ بھرنش شکل سے قریبی تعلق رکھتی ہے کیوں کہ اردوے قدیم کے نمونوں (پنجاب، نواح دہلی گجرات اور دکن) میں مشترک عناصر ایک مشترک ماخذ کی نشاندہی کرتے ہیں۔ اردو کی ابتدا کے متعلق میر امن سے لے کر جمیل جالبی تک محققین کی طویل فہرست ہے جنھوں نے اپنے اپنےاردو کے جائے پیدائش اور سن پیدائش مقرر کرنے کی کوشش کی ہے(۸)۔ لیکن تحقیقی کاموں میں مسعود حسین خاں کا نظریہ بہتر مانا جاتا ہے جن کا کہنا ہے کہ:

> "چودھویں اور پندرھویں صدی عیسوی کے شاعروں کے کلام کے مطالعے سے اندازہ ہوتا ہے کہ برج، کھڑی اور ہریانی ان سب بولیوں کے بیچ اس وقت کی زبان میں پائے جاتے ہیں۔۔۔"(۹)

مزید کہتے ہیں کہ:

> " ابتدا میں کھڑی بولی برج بھاشا کی گود میں نظر آتی ہے۔ بعد میں مسلمان صوفیا کی سرپرستی میں ایک نئی ادبی شکل اختیار کرلیتی ہے۔ مسلمانوں کے دلّی میں داخلے کی تاریخ جدید آریائی زبانوں کے طلوع کی تاریخ ہے۔ اس وقت مشرقی پنجاب، نواح دلّی اور دو آبے کی زبان میں خاص فرق نہیں تھا۔ علاقے کی زبانیں اپنے ارتقائی سفر پر گامزن تھیں جن کا مکمل نکھار ہمیں کئی صدیوں بعد دکھائی دیتا ہے۔(۱۰)"

تغییر زمانہ کے سبب اردو زبان کو مختلف عہد میں مختلف ناموں سے پکارا جاتا رہا جیسا کہ ہندی یا ہندوی، گجریٰ یا گجراتی، ہندی زبان ، زبانِ ہندوستانی یا دکھنی وغیرہ۔ ان ناموں کے علاوہ اردو کا ایک قدیم نام کافی مقبول ہے یعنی "ریختہ"۔ ریختہ لفظ کا اطلاق پہلے پہل صرف اردو غزل کے لیے ہوا جسے فارسی غزل سے ممتاز کرنے کے لیے ریختہ کا نام دیا گیا۔ ان معنوں میں اس کی پہلی مستند شہادت سعدی کے ایک مقطع میں ملتی ہے کہ:

سعدی کہ گفتہ ریختہ در ریختہ در ریختہ
شیر و شکر آمیختہ ہم ریختہ ہم گیت ہے[۱۱]

بالکل اسی طرح ترکی زبان بھی اپنے ادوار کی تبدیلیوں کی وجہ سے ایک قدیم تاریخ رکھتی ہے ۔ترکی زبان کے بارے میں بعض ماہرِ لسانیات کا ماننا ہے کہ یہ آلتائی زبان کے خاندان سے تعلق رکھتی ہے اور اسی بنا پر جب ترک منگولوں کے ہاتھ میں تھا تو اسے پروٹو التائیک دور کہا جاتا ہے۔ تاہم، ترکی، ہنگری، فننش، وغیرہ میں مشترک خصوصیات پائی جاتی ہیں، جن میں سے کچھ تاریخی اور جدید زبان کے رابطوں پر مبنی ہیں اور کچھ رابطوں سے آزاد ہیں، جیسے تذکیر و تانیث کی عدم موجودگی، ذاتی ضمیروں میں مماثلت، حرف کی ہم آہنگی، اسم کا جمع لاحقہ عددی ،صرف و نحو میں فرق وغیرہ اس وجہ سے یہ نہیں کہا جاسکتا کہ آلتائی اور یورالائی دونوں زبانیں ایک ہی زبان سے نکل کر ترقی کی منزل تک پہنچی ہیں۔[۲۱]

۱۹ ویں صدی تک اس زبان کا نام ترکی، ترک دلی وغیرہ تھا۔ اس سے قبل یہ علاقائی سطح پر مختلف ادوار کے اعتبار سے تقسیم تھی اور اس کے مختلف نام تھے۔[۱۳]ترکی کو مختلف ادوار اور جغرافیوں میں گوکترک، سغدیان، اویغور، مانیچیئن، براہمی، تبتی، سریانی، عربی، یونانی، آرمینیائی، عبرانی، لاطینی اور سلاوی (سیریلک) حروف تہجی کے ساتھ لکھا گیا ہے۔ان میں سے، سغدیائی، مانیکی، براہمی، تبتی، سریانی، یونانی، آرمینیائی اور عبرانی حروف تہجی مختصر تاریخی ادوار میں اور بہت محدود دائروں میں استعمال ہوتے تھے۔ باقی

گوکتورک، اویغور، عربی، لاطینی اور سیریلک حروف تہجی طویل عرصے اور وسیع جغرافیوں میں استعمال ہوتے رہے۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ ترک زبان کو مختلف حروف تہجی کے ساتھ کیوں لکھا گیا؟ اس کا تعلق براہ راست ترک قوم کے طرز زندگی سے ہے۔ شروع سے ہی ترک قوم ہجرت اور فتوحات کی وجہ سے سائبیریا سے وسطی ایشیا تک، مغربی ایشیا سے قفقاز تک، بحیرہ اسود کے ساحل سے وسطی یورپ تک ایک وسیع جغرافیہ پر منتشر رہی ہے، ان نقل مکانی اور ہجرت کے باعث ترک قوم کا بہت سے لوگوں اور ثقافتوں سے سامناہوا۔ ایک دوسرے کے ساتھ رہتے اور مادی اور ثقافتی تبادلوں میں مصروف رہے جس کی وجہ سے ان کی پوری تاریخ میں مذہب، ثقافت اور تہذیب میں تبدیلیاں حروف تہجی کی تبدیلیوں کی بنیادی وجہ رہی ہیں۔ مؤرخین کا ماننا ہے کہ رسم الخط اور مذہب کا آپس میں گہرا تعلق ہے۔ دوسرے ممالک کی حکمرانی کے تحت رہنا اور خود کو حکومت کرنے کا اختیار نہ ہونا حروف تہجی کو تبدیل کرنے کی ایک اور وجہ ہے، اس صورت میں یہ رضاکارانہ انتخاب نہیں بلکہ جبری قبولیت ہے۔(۱۴)

عثمانی دور میں اسے فارسی اور عربی رسم الخط میں لکھا جاتا تھا۔ سینکڑوں سال تک کا ادبی، ثقافتی اور تاریخی مواد اسی رسم الخط میں ترکی اور کچھ دیگر ممالک کے عجائب گھروں میں موجود ہے۔ ۱۹۲۸ء میں اتاترک کی اصلاحات کے نتیجے میں عربی رسم الخط کا خاتمہ کر کے نئے لاطینی رسم الخط کو رائج کیا گیا۔اصلاحات کے نتیجے میں عربی اور فارسی کے الفاظ کو بڑی تعداد میں ترکی زبان سے نکالا گیا اور ان کی جگہ ترکی زبان کے مقامی لہجے اور قدیم الفاظ رائج کیے گئے۔(۱۵)

۱۹ویں صدی کا اختتام اور ۲۰ویں صدی کا آغاز دنیا میں ترکولوجی تحقیق کا سنہری دور تھا۔ بہت سے سائنسدانوں نے دنیا کے اہم سائنسی مراکز

میں ترکولوجی کے مختلف شعبوں میں کام کیا اور بہت سی تخلیقات کیں۔ جہاں ایک طرف 'اورہُون نوشتہ جات' پر تحقیق کی گئی اور دوسری طرف انسانیت کو ایک عظیم تہذیب دینے والے اویغور پر تحقیقی کام ہوا۔ پہلی اسلامی تصنیفات، جیسے دیوانو لوگاتی-ترک، کوتادگو بلگ، وغیرہ، پر بھی اس دور میں زور دیا گیا تھا۔ ان کے علاوہ مختلف ادوار اور جغرافیوں سے تعلق رکھنے والی ہزاروں تصانیف کا مطالعہ کیا گیا اور انھیں اشاعت کے عمل سے گزارا گیا۔ دنیا میں کیے گئے ان مطالعات سے ترکوں اور ترک زبان میں بہت کچھ آیا اور ترکوں نے بھی اپنی زبان اور تہذیب کے کاموں پر بہت سی تحقیقیں اور مطالعات کیے۔[۱۶]

لسانیات میں مارفیمیات یا صرف کا کردار:

لسانیات ایک وسیع علم ہے جو زبانوں کا مطالعہ کرتا ہے ۔ مارفیمیات لسانیات کی دوسری اہم شاخ ہے۔ لسانیات میں صرف کو مارفیمیات کا نام دیا گیا ہے اس کی تفصیل اور وجوہات ڈاکٹر گیان چند جین کے ہاں موجود ہیں۔[۱۷]

مارفیمیات کی تعریف یہ کی جا سکتی ہے کہ:

> زبان کی ساخت میں چھوٹی سے چھوٹی بامعنی اکائی کو مارفیم کہا جاتا ہے۔[۱۸]

لسانیات میں جب لفظ کا لفظ سے رشتہ بیان کیا جائے گا تو یہ قواعد کی رُو سے علمِ صرف کہلاتا ہے۔ علمِ صرف کی دو اقسام ہیں: کلمہ اور مہمل۔ کلمہ یعنی بامعنی لفظ اور مہمل ایسا لفظ جس کے اکیلے کوئی معنی نہ ہوں۔ کلمے کی مزید تین اقسام ہیں : اسم، فعل اور حرف۔

اردو زبان میں مصدر کا نظام:

مصدر فعل اور اسم دونوں سے ماخوذ ہے۔ عرب قواعد نویسوں نے

اس طرح کی اقسام کو شبہ فعل سے ظاہر کیا ہے۔فعل سے ماخوذ اسم کی اولین قسم مصدر ہے۔ اس میں کوئی زمانہ نہیں پایا جاتا اور نہ ہی اس کا کوئی فاعل ہوتا ہے اسی وجہ سے اسے اسم شمار کیا جاتا ہے[۱۹]۔اسم کی طرح یہ اپنے استعمال کے مطابق تبدیل ہوجاتا ہے یعنی جمع کی شکل میں یا پھر بوقتِ ضرورت اسے مؤنث و مذکر میں بھی تبدیل کیا جاسکتا ہے۔ جیسا کہ مصدر ہے پڑھنا، اگر متکلم یا مخاطب مؤنث ہے تو وہ مصدر کو بہ طور مؤنث ہی ظاہر کریں گی یا یوں کہا جائے کہ مادہ فعل (یا اسم) کے آخر میں"نا "یا " **انا**" کا اضافہ کرکے مصدر کو وجود میں لایا جاتا ہے۔یہ لاحقۂ مصدر کہلاتے ہیں۔ [۲۰]یا پھر ایسا لفظ جو خود کسی لفظ سے نہ نکلے بلکہ اس سے اور کلمے نکلتے ہوں اسمِ مصدر کہلاتا ہے اس میں فعل کا اظہار تو ہوتا ہے پر فعل کے لوازم نہیں ہوتے۔ [۲۱]مولوی عبد الحق مصدر کے لیے ایک آسان کلیہ بتاتے ہیں کہ :

> "ایسا لفظ جس کے آخر میں 'نا' ہو مصدر کہلاتا ہے مگر اس میں کسی کام کا کرنا یا ہونا پایا جائے۔ ہر وہ لفظ جس کے آخر میں 'نا' ہو مصدر نہیں ہوسکتا جیسا کہ کانا، بانا وغیرہ [۲۲]"

مصدر بہ طور اسم دو حالتوں میں تقسیم کیا گیا ہے ایک معنی کے لحاظ سے اور دوسرا بناوٹ کے لحاظ سے۔ **معنی کے لحاظ** سے یہ اسمِ نکرہ کی دس اقسام میں سے ایک قسم ہے۔ جو کہ مزید دو مختلف بنیادوں پر تقسیم ہوجاتا ہے۔

۱۔ مصدرِ لازم ۲۔ مصدرِ متعدی

اسمِ نکرہ کی ہی ایک قسم **اسمِ حاصلِ مصدر** بھی ہے۔ جس میں مصدر کے کام کی کیفیت کا اظہار پایا جاتا ہے جیسا کہ مصدر ہے تھکنا، اس کا حاصلِ مصدر ہے تھکن، جیتنا سے جیت، چمکنا سے چمک، بکنا سے

بکواس وغیرہ[۲۳]

بناوٹ کے لحاظ سے بھی اسمِ مصدر کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے ایک مفرد مصدر مثلاً: آنا، جانا، کھانا وغیرہ۔ اسے مصدر اصلی کہا جاتا ہے۔ دوسری قسم کے مصدر کو مصدرِ جعلی یا مرکب مصدر بھی کہتے ہیں اس کے مختلف طریقے ہیں :

۱۔ یہ مصادر اسما میں لاحقۂ مصدر کے اضافے سے بنائے جاتے ہیں جیسا کہ: لالچ سے للچانا، پتھر سے پتھرانا، چپکر سے چپکرانا وغیرہ

۲۔مرکب مصدر میں دو لفظ ملا کر ایک لفظ بنایا جاتا ہے جیسا کہ: اُڑ جانا، جانے دینا وغیرہ

۳۔ جعلی مصدر کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ فارسی مصادر کو اردو لاحقۂ مصدر کے ساتھ ملا کر نیا مصدر بنایا جاتا ہے مثلاً: آزمودن سے آزمانا، فرمودن سے فرمانا وغیرہ۔[۲۴]

فعل اور اس کی اقسام:

اردو زبان میں مصدر کو جب بہ طور فعل استعمال کرتے ہیں تو اسے قواعد نویسوں نے مختلف بنیادوں پر تقسیم کیا ہے۔فعل کی **بہ لحاظ معنی** تین اقسام ہیں:

۱۔ لازم ۲۔ متعدی

۳۔ ناقص

فعلِ لازم وہ ہے جس میں کسی کام کا کرنا پایا جائے۔ مگر اس کا اثر صرف کام کرنے والے یعنی فاعل تک رہے۔ جیسا کہ احمد آیا، توتا (طوطا)بولا وغیرہ۔

فعلِ متعدی وہ ہے جس کا اثر فاعل سے گزر کر مفعول تک پہنچے۔ یعنی علی نے پانی پیا اس میں فعل پیا ہے، علی فاعل اور پانی مفعول ہے۔

فعلِ ناقص وہ ہے جس میں کسی کام کا کرنا موجود نہیں ہوتا بلکہ "ہونا " پایا جاتا ہے اسی لیے اس میں کوئی فاعل نہیں ہوتا بلکہ اسم فاعل کے بجائے

"مبتدا" کہلاتا ہے اور جملے کا دوسرا حصہ چوں کہ کسی چیز کی خبر دیتا ہے اسی لیے اسے "خبر" کہتے ہیں مثال کے طور پر:

ساحل چور ہے ، احمد بیمار ہے وغیرہ۔ ان جملوں میں ساحل اور احمد مبتدا ہیں جب کہ چور اور بیمار خبر ہے۔

زمانے چوں کہ تین ہی ہیں گزشتہ، موجودہ اور آنے والا اس لیے **زمانے کے لحاظ سے** اس کی تین اقسام ہیں۔ جب ہم زمانۂ ماضی کی بات کریں گے تو جہاں مصدر میں تبدیلی آئے گی وہیں اس کی ایک پہچان یہ بھی ہے کہ جملے کے آخر میں تھا، تھی، تھے استعمال ہوگامثلاً:وہ گیا تھا، میں سوئی تھی ، ہم آئے تھے وغیرہ۔ زمانۂ حال میں مصدر کا " نا " حذف کرکے تا ، تی ،تے کا اضافہ کرتے ہیں یا کسی کام کے جاری ہونے پر رہا ، رہی ، رہے کا استعمال کیا جائے گا۔ جیسے پرندے اڑتے ہیں، لڑکیاں کھیل رہی ہیں ، میں لکھتا ہوں وغیرہ۔ زمانۂ مستقبل میں جملے کے اختتام پر گا، گی ، گے کا استعمال کیا جاتا ہے جیسے ہم جائیں گے، ٹرین آئے گی، وہ بھاگے گا۔ مگر جب ہم اردو بول چال کی بات کریں تو اس میں لمحہ بہ لمحہ بدلتی کیفیت کے ساتھ بالخصوص زمانۂ ماضی میں فعل کے استعمال میں بھی تبدیلی واقع ہوتی ہے جنھیں ماہرین نے **بناوٹی تبدیلی** کہہ کر مزید تقسیم کردیا ہے ۔ جب ہم ماضی کی بات کرتے ہیں تو اس میں چھ مختلف حالتیں پائی جاتی ہیں:

ماضی مطلق: وہ فعل ہے جس سے کسی کام کا ماضی میں ہونے کی خبر ملتی ہے مگر وہ کام ختم ہوگیا ، نہیں ہوا یا پھر

کتنے وقت پہلے ہوا اس کے بارے میں علم نہیں ہوپاتا جیسے احمد آیا، سلمٰی روئی، دیوار ٹوٹی۔

ماضی قریب: ایسا فعل جو ماضی میں ہو ا ہو مگر اسے ختم ہوئے زیادہ وقت نہ گزرا ہو جیسا احمد آیا ہے، سلمٰی روئی ہے، دیوار ٹوٹی ہے۔یعنی ماضی مطلق میں فعلِ ناقص کا اضافہ کردیا جائے تو یہ ماضی قریب ہوجائے گا۔

ماضی بعید: ایسا کام جسے ختم ہوئے دیر ہوگئی ہو جیسے احمد آیا تھا، سلمٰی روئی تھی،

دیوار ٹوٹی تھی۔ ان مثالوں سے واضح ہوجائے گا کہ اگر فعلِ مطلق میں تھا، تھی ، تھے کا اضافہ کریں تو یہ ماضیِ بعید کی جانب اشارہ کرتے ہیں۔

ماضیِ استمراری: ایک ایسا کام جو گزشتہ زمانے میں کچھ عرصے تک جاری رہا ہو مثلاً ہم کرکٹ کھیلتے تھے، اسلم بریانی شوق سے کھاتا تھا، وہ روزانہ پارک جاتا تھا۔

ماضیِ شکیہ: ایک ایسا کام جس کے ہونے میں شک ہو جیسے احمد لایا ہوگا، بارش ہوئی ہوگی، وہ سیر پر گئے ہوں گے ۔ اگر ماضی مطلق میں ہوگا، ہوگی، ہوں گے کا استعمال کریں تو یہ ماضیِ شکیہ بن جائے گا۔

ماضی تمنائی یا شرطیہ: کسی گزرے فعل میں جب کوئی خواہش یا شرط پائی جائے تو وہ ماضیِ شرطیہ یا تمنائی کہلاتا ہے مثال کے طور پر: اگر تم چلے جاتے تو میں ناراض ہوجاتا، کاش تم نے محنت کی ہوتی تو کامیاب ہوجاتے وغیرہ۔

حال اور مستقبل یوں تو ایک ہی کلیے پر عمل کرتے ہیں[۲۵] مگر بعض جملے ایسے بھی ہیں جن میں دونوں کی جھلک بہ یک وقت موجود ہوتی ہے جیسےاگر وہ نہ ملے تو تم آجانا، طلبا پڑھیں تو کامیاب ہوں ، احمد لوٹے تو میں سوؤں وغیرہ ایک ایسا کام جو حال سے لے کر مستقبل تک دونوں کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہو فعلِ مضارع کہلاتا ہے۔ لیکن کسی جملے میں ہم حکم صادر کررہے ہوں یا التجا کریں تو وہ فعلِ امر کہلائے گا مثلاً: ادھر بیٹھو، آپ جایئے ، تم سبق یاد کرو اور جن فعل سے پہلے " نہ" یا " مت" کے الفاظ آئیں یعنی کسی کام کے لیے منع کیا جائے وہ فعلِ نہی کہلاتے ہیں یعنی تم یہاں مت بیٹھو، کل گھر نہ آنا وغیرہ۔

فعل میں بعض جملے فاعل پر انحصار کرتے ہیں انھیں **بہ لحاظِ فاعل** ہی تقسیم کیا گیا ہے یعنی اگر جملے میں فاعل موجود ہے تو وہ فعلِ معروف ہے جیسے احمد آیا، سلمٰی پڑھتی ہے۔ یہاں کام کرنے والے موجود ہیں جب کہ بعض جملے ایسے بھی ہوتے ہیں جس میں فاعل معلوم نہیں ہوتا

جیسا کہ دروازہ کھولا، آٹا پسا، کپڑے دھل گئے یہ کام خود بہ خود نہیں ہوئے کسی نے انھیں انجام دیا ہوگا اس لیے یہ فعلِ مجہول یا طورِ مجہول کہلاتے ہیں۔

تُرکی زبان میں مصدر کا نظام:

عربی اسم، عثمانی ترکی میں، "مصدر" کہلاتا ہے۔ اس مصدر کو ۴ اقسام میں تقسیم کیا گیا ہے:

1. Sülasi Mücerred Mastarlar
2. Mimli Mastarlar
3. Mezidün Fih Mastarlar
4. Mecul Mastarlar

☆سہ حرفی مجرد مصدر وہ ہیں جو سہ رخی فعل کے آغاز میں کسی حرف کے اضافے کے بغیر تشکیل پاتے ہیں۔یہ فعل کے سب سے بنیادی معنی رکھتے ہیں۔ اس طرح کے تقریباً ۳۰ غیر معمولی ہیں۔

☆شروع میں حرف میم (mim) کو جوڑ کر بننے والے مصدر کو mimli mastarlar کہا جاتا ہے۔ ان میں چار شکلیں زیادہ استعمال کی جاتی ہیں۔

☆Mezidun Fih infinitives، اوپر بیان کردہ مصادر کے برعکس، فعل کے معنی میں نمایاں تبدیلی کا باعث بنتے ہیں۔ ترکی میں، فعل کی چار شکلیں ہیں: غیر فعال، کارآمد، اضطراری، اور باہمی۔ عربی میں یہ شکلیں Mezidun Fih infinitives کے ذریعے حاصل کی جاتی ہیں۔

☆ Transitive infinitives میں ایک چیز ہوتی ہے۔ Intransitive infinitives میں کوئی چیز نہیں ہوتی۔Reflexivity کا مطلب ہے کہ شے وہی ہے جو موضوع ہے۔ یہ transitive infinitives سے ماخوذ ہے۔باہمی تعامل کا مطلب ہے کہ موضوع اور شے ایک ساتھ ایک عمل انجام دیتے ہیں۔مثلاً جمع سے اجماع، دخول سے ادخال، صرف سے اصراف، علم سے تعلیم مشغول سے مشغولیت وغیرہ۔ اس طریقے پر مصادر کو مختلف اوزان پر تقسیم کیا گیا

ہے۔[۲۶]

جب کہ جدید ترکی گرامر میں اسم کو مخصوص لاحقوں کے ساتھ استعمال کرنے کا عمل "مصدر" کہلاتا ہے۔ یہ لاحقے چار قسم کے ہیں:

۱۔ mak/mek

۲۔ ma/me

۳۔ ış/iş/uş/üş

۴۔ dik/ dık/duk/dük[۲۷]

ترکی زبان میں مصوتے اور مصمتے بہت اہمیت کے حامل ہیں جن کی وجہ سے شناسے ، صرفیے یا لاحقے کے استعمال میں تبدیلی واقع ہوتی ہے یہ ایک الگ موضوعِ بحث ہے۔ اس لیے اس کا ذکر یہاں نہیں کیا جارہا۔ ترکی زبان میں مصدر اسم اور فعل دونوں میں استعمال ہوتے ہیں۔ جب مصدر میں **ı/i/u/ü کا اضافہ کیا جائے تو یہ اسم بن جاتا ہے مثلاً gelmesi, anlamasI**[۲۸]

بعض اوقات مصدر بغیر کسی تبدیلی یعنی اضافے یا حذف کے بنا جملے میں استعمال کیے جاتے ہیں لیکن ان کی مختلف شرائط ہیں :

☆ مصدر جب بہ طور فاعل استعمال ہواور جملے میں نہ کسی وقت کی قید ہو، نہ ہی کوئی نسبتی صرفیہ استعمال کیا گیا ہو جیسا کہ:

Yüzmek sağlik için yararlıdır

☆ جب جملے میں کسی ایک کام کو دوسرے کام پر ترجیح دی گئی ہو تو ترجیح دیا گیا مصدر(کام) بہ طور فعل ظاہر کریں گے اور دوسرا مصدر بغیر کسی تبدیلی کے ظاہر کیا جائے گا مثلاً: Bahçede çalişmak yerine tenis oynadık

☆ جب جملے میں کسی کام کا مقصد ظاہر کیا جائے تب بھی مصدر اپنی اصلی حالت میں استعمال ہوگا جیسے:Beni anlamak için dikkatle dinle

☆ جب مصدر بہ طور مفعول استعمال کیا جائے اور جملے میں کسی کام کے کرنے کی خواہش شامل ہو یعنی:Turkçe öğrenmek istiyorum [۲۹]

فعل مع اقسام:

بعض ماہرین کا کہنا ہے کہ مصدر سے مراد فعل سے ماخوذ اسم کے زمرے میں آنے والے الفاظ ہیں۔ [۳۰] جب مصدر بہ طور فعل استعمال ہوتا ہے تو یہ مختلف لحاظ سے تقسیم ہوتا ہے ۔ **زمانے کے اعتبار** سے فعل کی درج ذیل اقسام ہیں:

Geniş Zaman: فعل کے آخر میں لاحقے ar/är/r وغیرہ شامل کرکے تشکیل دیا جاتا ہے۔ اشارہ کرتا ہے کہ عمل کا تعلق حال(مطلق) سے ہے جیسا کہ:Kırar, Erir, Gözler, Görür

Şimdiki Zaman: فعلِ حالِ جاری کے اظہار کے لیے مصدر کا صیغہ حذف کرکے yor استعمال کیا جاتا ہے فعل "yürüyor " (چل رہا ہوں) اشارہ کرتا ہے کہ کام موجودہ دور میں ہے۔ اس طرح عمل کا ماضی معلوم نہیں ہوتا۔ یہ ابھی جاری ہے اور مستقبل میں کچھ عرصے تک جاری رہنے کے لیے جانا جاتا ہے۔ مثال دیکھیں: Geziyor, boyuyor وغیرہ

Di'li Geçmiş Zaman: جب مصدر کا mak/mek حذف کرکے ماضی کا صیغہ tü /tu/ti/ dü tı/du/dı/di استعمال کیا جائے تو یہ ماضیِ قریب کہلاتا ہے یعنی ایسا کام جسے ختم ہوئے زیادہ وقت نہ گزرا ہو۔ مثلاً:

Aldı, Kördü, Turdu ,Yeşdi

Mişli Geçmiş Zaman : یہ بھی ماضی کی ایک قسم ہے جس کا استعمال ان واقعات کا حوالہ دیتے ہوئے کیا جاتا ہے جن کا ہم نے خود تجربہ نہیں کیا، لیکن دوسروں سے سنا یا سیکھا ہےاس میں mış/miş/muş/müş کا اضافہ کیا جاتا ہے جیسے:gelmışsın, Yazmışım

Şimdiki Zamanın Hıkayesi: ایسا کام جو ماضی میں کچھ وقت کے لیے

جاری رہا ہو اسے ظاہر کرنے کے لیے فعل میں پہلے جاری کا صیغہ yor یا iyor اور پھر ماضی کا صیغہ di/ du... وغیرہ استعمال کیا جاتا ہے مثلاً: gidiyordu, yazıyordu

Gelecek Zaman: ایسا کام جو مستقبل میں ہونا ہو اس کے لیے فعل کے آخر میں ecek/acak کا اضافہ کردیا جاتا ہے جیسے: Yatacak, Çıkacak, Sevecek

بناوٹ کے لحاظ سے فعل کی درج ذیل اقسام ہیں:

İstek Kipi: فعل کے آخر میں اگر e, a کا اضافہ کردیا جائے تو یہ خواہش کی نشاندہی کرتے ہیں مثلا: Çıkayım, Yiyesin, Kıralım

Şart Kipi: فعل کے آخر میں se, sa کا اضافہ کرنے سے فعلِ شرطیہ واقع ہوتا ہے جیسا کہ Koşsak, Sevsen, Yaşasam

Gereklilik Kipi: فعل کے آخر میں meli/malı کا اضافہ کردیا جائے تو یہ امکان یا ضرورت کے معنی ظاہر کرتا ہے جیسا کہ: Düşünmeliyiz, Yürümelisiniz, Olmalı

Emir Kipi: کسی امر یا حکم کو ظاہر کرنے کے لیے مصدر کا لاحقہ حذف کیا جاتا ہے جیسے: Çık, Gel, Oku[۳۱]

Donuşlu fiiller: ایسا فعل جس میں کام کرنے والے پر کام اثر انداز ہو in/ın/un/ün/en/an کا صرفیہ استعمال کیا جاتا ہے مثال کے طور پر: oğlum yıkanıyor, ayşe taranıyor

Işteş fiiler: جب فعل یہ ظاہر کرے کہ کام ایک سے زائد افراد کے درمیان ہوا ہو تو iş/ış/uş/üs/eş/aş کا اضافہ کیا جاتا ہے جیسے: onlar tokalaşiyorlar,bakışyorlar

Değil fiiller: اسم کے بعد ma/me کے استعمال سے منفی فعل حاصل کیا جاتا ہے مثلاً: gelme, konuşma وغیرہ۔

تجزیہ:

ہر زبان میں **مصدر** (Infinitive)فعل کی بنیادی اور لغوی شکل ہوتا ہے جس سے دیگر صیغے اور زمانی و معنوی صورتیں وجود میں آتی ہیں۔ ترکی اور اُردو دونوں زبانیں ساخت، ماخذ اور نحوی نظام کے اعتبار سے مختلف خاندانوں سے تعلق رکھتی ہیں لیکن اس بنیادی فرق کے باوجود ان دونوں زبانوں میں مصدر کو فعل کی اصل اور بنیادی اکائی مانا جا تا ہے۔ اردو زبان میں مصدر کی ساخت نہایت سادہ اور تقریباً غیر متغیر ہے۔ "نا" کا لاحقہ تمام مصادر میں یکساں رہتا ہے، جس سے زبان میں ساختی سہولت پیدا ہوتی ہے مگر اظہار کی وسعت محدود ہو جاتی ہے۔اس کے برعکس ترکی زبان میں مصدر کی ساخت صوتی ہم آہنگی کے اصول کی تابع ہے۔ "mak / mek" کا انتخاب محض لاحقہ نہیں بلکہ پورے صوتی نظام کی نمائندگی ہے۔ یہ نظام زبان میں صوتی حسن اور روانی پیدا کرتا ہے، تاہم غیر مقامی متعلمین کے لیے پیچیدگی کا باعث بھی بنتا ہے۔

اردو زبان میں مصدر بطور اسم یا مرکب فعل استعمال ہوتا ہے۔ جب کہ ترکی میں مصدر نہ صرف اسم کے طور پر استعمال ہوتا ہے بلکہ یہ مختلف حالتوں اور لاحقوں کو بھی قبول کرتا ہے۔ نحوی اعتبار سے ترکی مصدر زیادہ فعال اور خود مختار نظر آتا ہے جب کہ اردو مصادر کا زیادہ تر انحصار معاون افعال پر ہوتا ہے۔اردو زبان میں عمل کے عمومی تصور کو ظاہر کرنے کے لیے مصدر کی ضرورت ہوتی ہے اور اس میں معنی کی تخصیص، اضافی الفاظ یا سیاق و سباق سے ہوتی ہے مگر ترکی زبان میں مصدر پر لاحقوں یا صرفیوں کے اضافے سے عمل کی سمت، جاری رہنے کا عمل وغیرہ سامنے آجاتا ہے۔مثال کے طور پر اردو زبان میں مصدر کی پہچان اسم کے آخر میں "نا" سے ہوتی ہے اسی طرح ترکی زبان میں بھی mak/ mekمصدر کی پہچان کا سبب بنتے ہیں ۔ اردو زبان میں بھی فعل کی بعض ایسی حالتیں ہیں جن سے فعل میں ہونے والی تبدیلیوں سے زمانے یا تذکیر و تانیث کا اندازہ ہوجاتا ہے جیسے" آرہا ہوں" اس

میں یہ واضح ہے کہ متکلم مذکر ہے اور فعلِ جاری کا جملہ ہے لیکن یہاں فعلِ معاون بھی موجود ہے جب کہ ترکی زبان میں "geliyorum" مکمل معنی دیتا ہے۔ فعلِ امر بھی دونوں زبانوں میں یکساں ہیں یعنی مصدر کی پہچان" نا" یا mak/ mek حذف کردینے سے فعلِ امر موصول ہوجائے گا پڑھ ،oku ، آ، gel وغیرہ۔ اسی طرح سے فعلِ نہی اردو زبان میں فعل سے پہلے حروفِ نہی کے اضافوں سے وجود میں آتا ہے اور ترکی زبان میں فعل کے بعد حروفِ نہی کے اضافے سے بنتا ہے۔ یہی نہیں زمانی اور بناوٹی اعتبار سے دونوں زبانوں میں کافی مماثلتیں پائی جاتی ہیں۔ جس طرح اردو میں فعلِ جاری کا جملہ آرہا ہوں بغیر فاعل کے مکمل معنی دے رہا ہے اسی طرح ترکی میں بھی geliyorum بنا فاعل کے مکمل ہے جب کہ انگریزی میں لفظ coming کہہ دینے سے واضح نہیں ہوتا کہ فاعل متکلم ہے یا کوئی اور۔ اردو زبان میں جس طرح لکھ سے لکھائی میں تبدیل کیا جاسکتا ہے اسی طرح ترکی زبان میں یہ بھی مشترک خوبی پائی جاتی ہے کہ جسے مخصوص صرفیے یا ایلومارفیم کے ذریعے واضح کیا جاتا ہے جیسے yaz سے yazi وغیرہ۔ بسا اوقات یہ اضافہ صرف لفظ کو اسم میں تبدیل نہیں کرتا بلکہ اس کا تعلق کسی نسبت سے ظاہر کردیتا ہے جیسے ترکی میں سننا کے لیے dinletmek استعمال ہوتا ہے لیکن جب اسے dinleti میں تبدیل کریں گے تو یہ کانسرٹ کے معنی دیتا ہے۔ اردو زبان میں مرکب افعال میں سے پہلا فعل جامد ہوتا ہے اور دوسرا فعل زمانی تغییر اور دیگر اثرات کے باعث تبدیل ہوجاتے ہیں ترکی زبان میں بھی یہ مشابہت پائی جاتی ہے جیسے پانی لے آؤ git su getir، میں کھانا کھانے آیا ہوں ben yemek yemeye geldim۔

ان مصادر اور افعال کے استعمال کے علاوہ اگر ہم دونوں زبانو ں کے جملوں کی ساخت کو دیکھیں تو ان میں بھی کافی مشابہت پائی جاتی ہے جیسا کہ :

میں آرہا ہوں ——— فاعل- فعل مع زمانہ- فعلِ ناقص (ضمیر کا شناسہ)

Ben geliyorum ——— فاعل- فعل مع زمانہ - فعلِ ناقص (ضمیر کا

شناسہ)

المختصر ترکی اور اردو زبان میں مصادر کا نظام اس بات کی بہترین مثال ہے کہ زبانیں مختلف تہذیبی و تاریخی پس منظر رکھنے کے باوجود لسانی ڈھانچے میں اپنے اندر کئی مشترکات سموئے ہوئے ہیں۔

حواشی

۱۔ ڈاکٹر گوپی چند نارنگ، اردو زبان اور لسانیات،(لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز، ۲۰۰۷ء)، ص ۲۸۵

۲۔ پروفیسر ڈاکٹر سویر ایکر(Suer eker)، *Türk Dili-I*،(اسکی شہر: انادولو یونیورسٹی، اگست ۲۰۱۸ء)، ص ۷

۳۔ ایضاً

۴۔ ایضاً، ص ۸

۵۔ تخلیطی(amalgamative) زبانوں سے مراد وہ زبان جن میں اشتقاق کثرت سے ہوتا ہے اور اس اشتقاق میں سابقوں اور لاحقوں سے بھی کام لیا جاتا ہے۔ کبھی دو الفاظ کو بنا کسی تبدیلی کے ملاکر ایک نیا مرکب بنالیتے ہیں جسے عام طور پر مرکبِ امتزاجی کا نام دیا جاتا ہے۔ کبھی خود لفظ میں اندرونی تبدیلیاں بھی ہوتی ہیں جس سے لفظ کی ساخت اور ہیئت ہی بدل جاتی ہے اور وہ کوئی خاص معنی دینے لگتا ہے۔

۶۔ ڈاکٹر ابواللیث صدیقی، جامع القواعد(حصہ صرف)،(لاہور: اردو سائنس بورڈ، ۲۰۱۲ء)، ص ۵ تا ۲۰، طبع سوم

۷۔ ایضاً

۸۔ ایضاً

۹۔ مسعود حسین خاں، اردو زبان کی تاریخ کا خاکہ،(علی گڑھ: سر سید بک ڈپو، جامعۂ اردو، ۱۹۸۴ء)، ص ۲۴، ۲۵

۱۰۔ ایضاً

۱۱۔ ڈاکٹر ابواللیث صدیقی، جامع القواعد، ص ۱۴ تا ۲۱

۱۲۔ پروفیسر ڈاکٹر سویر ایکر(Suer eker)، *Türk Dili-I*، ص ۱۷

۱۳۔ https://tr.wikipedia.org/wiki/T%C3%BCrk_dilleri_tarihi#cite_note-TDT-Tablo-2

۱۴۔ پروفیسر ڈاکٹر سویر ایکر(Suer eker)، *Türk Dili-I*، ص ۴۲

۱۵۔ https://ur.wikipedia.org/wiki/%D8%AA%D8%B1%DA%A9%D D8%B2%D8%A8%D8%A7%D9%86 B%8C_%

۱۶۔ پروفیسر ڈاکٹر سویر ایکر(Suer eker)، *Türk Dili-I*، ص ۵۲

۱۷۔ ڈاکٹر گیان چند جین، عام لسانیات،(نئی دہلی: ترقی اردو بورڈ، س ن)، ص ۱۹۲

۱۸۔ ایچ اے گلیسن (H. A. Gleeson)، توضیحی لسانیات، (*Introduction to Descriptive Linguistics*)، مترجم: عتیق احمد صدیقی، (نئی دہلی: ترقی اردو بورڈ، ۱۹۷۹ء)، ص ۶۳

۱۹۔ شوکت سبزواری، اردو قواعد،(کراچی: مکتبۂ اسلوب ، ۱۹۸۷ء)، ص ۱۹ تا ۳۱، طبع دوم

۲۰۔ ایضاً

۲۱۔ شفیع احمد صدیقی، اردو زبان و قواعد، حصہ اول، (نئی دہلی: مکتبۂ جامعہ لمیٹڈ، ۱۹۹۱ء)، ص ۱۶

۲۲۔ ڈاکٹر مولوی عبد الحق، اردو صرف و نحو، (علی گڑھ: انجمنِ ترقی اردو ہند، اپریل ۱۹۵۷ء)، ص ۴۶

۲۳۔ شفیع احمد صدیقی، اردو زبان و قواعد، حصہ اول ، ص ۲۰

۲۴۔ مولوی عبد الحق، قواعد اردو،(نئی دہلی: انجمنِ ترقی ہند ، ۱۹۹۱ء)، ص ۱۱۲

۲۵۔ ایضاً

۲۶۔ https://tr.wikibooks.org/wiki/Osmanl%C4%B1ca/Masdarlar

۲۷۔ یوکسل گوکنل (Yüksel Göknel)، *Turkish Grammar*،(اتاشہر: وِداتِنیل پریس، ۲۰۱۲ء)، ص ۱۸۵

۲۸۔ ایضاً، ص ۷۵

۲۹۔ ایضاً ، ص ۱۸۶ تا ۱۸۸

۳۰۔ https://fasiharapca.com/arapca-masdarlar/27896#google_vignette

۳۱۔ https://tr.wikibooks.org/wiki/T%C3%BCr%C3%BCk%C3%A7%C3 iiller %A4/F

مآخذ

۱۔ ایکر، سویر، پروفیسر ڈاکٹر (Eker, Suer, Prof. Dr.)، *Türk Dili-I* ، اسکی شہر: انادولو یونیورسٹی، اگست ۲۰۱۸ء

۲۔ جین، گیان چند، ڈاکٹر ، عام لسانیات، نئی دہلی: ترقی اردو بورڈ، س ن

۳۔ خاں، مسعود حسین ، اردو زبان کی تاریخ کا خاکہ، علی گڑھ: سر سید بک ڈپو، جامعۂ اردو، ۱۹۸۴ء

۴۔ سبزواری، شوکت ، اردو قواعد، کراچی: مکتبۂ اسلوب ، ۱۹۸۷ء، طبع دوم
۵۔ صدیقی، ابواللیث، ڈاکٹر، جامع القواعد (حصہ صرف)، لاہور: اردو سائنس بورڈ، ۲۰۱۲ء، طبع سوم
۶۔ صدیقی، شفیع احمد، اردو زبان و قواعد، حصہ اول، نئی دہلی: مکتبۂ جامعہ لمیٹڈ، ۱۹۹۱ء
۷۔ عبدالحق، ڈاکٹر مولوی، اردو صرف و نحو، علی گڑھ: انجمنِ ترقی اردو ہند، اپریل ۱۹۵۷ء
۸۔ _____، قواعد اردو، نئی دہلی: انجمنِ ترقی ہند ، ۱۹۹۱ء
۹۔ گوکنل، یوکسل (Göknel, Yüksel)، *Turkish Grammar*، اتاشہر: وِداتِنیل پریس، ۲۰۱۲ء
۱۰۔ گلیسن، ایچ اے (Glesson, H. A.)، توضیحی لسانیات، (*Introduction to Descriptive Linguistics*)، مترجم: عتیق احمد صدیقی، نئی دہلی: ترقی اردو بورڈ، ۱۹۷۹ء
۱۱۔ نارنگ، گوپی چند، ڈاکٹر ، اردو زبان اور لسانیات، لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز، ۲۰۰۷ء

رسالہ

1. Gülşah Kadem, Eski Anadolu Türkçesinde Mastar Ekleri, D İ L A R A Ş T I R M A L A R I, Journal of Language Studies ,2025, Number: 37

ویب گاہیں

1. https://dergipark.org.tr/tr/pub/atauniefd/article/636564
2. https://fasiharapca.com/arapca-masdarlar/27896#google_vignette
3. https://geestyak.wordpress.com/2020/03/01/%DA%A9%DB%8C%D8%A7-%D8%A7%D8%B1%D8%AF%D9%88-%D9%84%D8%B4%DA%A9%D8%B1%DB%8C-%D8%B2%D8%A8%D8%A7%D9%86-%DB%81%DB%92-%D8%9F-%D8%AA%D8%AD%D8%B1%DB%8C%D8%B1-%DA%88 % D8%A7%DA%A9%D9%B9%D8%B1-%D8%B1%D9%88/
4. https://tr.wikibooks.org/wiki/Osmanl%C4%B1ca/Masdarlar
5. https://tr.wikibooks.org/wiki/T%C3%BCr%C3%BCk%C3%A7%C3%A4/Fiiller
6. https://tr.wikipedia.org/wiki/T%C3%BCrk_dilleri_tarihi#cite_note-TDT-Tablo-2
7. https://ur.m.wikipedia.org/wiki/%D8%A7%D8%B1%D8%AF%D9%88_%D8%B2%D8%A8%D8%A7%D9%86_%DA%A9%DB%8C_%D8%A7%D8%A8%D8%AA%D8%AF%D8%A7_%DA%A9%DB%92_%D9%85%D8%AA%D8%B9%D9%84%D9%82_%D9%86%D8%B8%D8%B1%DB%8C%D8%A7%D8%AA
8. https://ur.wikipedia.org/wiki/%D8%AA%D8%B1%DA%A9%DB%8C_%D8%B2%D8%A8%D8%A7%D9%86
9. https://www.scribd.com/document/456602637/Osmanl%C4%B1-turkcesinde-Mezidunfih-Masdarlar#page=1

10. https://www.sonersadikoglu.com/fiiller.html

References:

1. Dr. Gopi chand narang, *Urdu Zaban or Lisaniyat*,(Lahore: sang e meel publications, 2007) pg# 285
2. Prof. Dr. Suer eker, *Türk Dili-I*,(ESKİŞEHİR: Anadolu Üniversitesi, Ağustos 2018),pg# 7
3. Ibid
4. Ibid, pg # 8
5. Amalgamative languages refer to those languages in which derivation occurs frequently and prefixes and suffixes are also used in this derivation. Sometimes two words are combined without any changes to form a new compound, which is usually called an amalgamation compound. Sometimes there are internal changes in the word itself, which changes the structure and form of the word and it starts giving a special meaning.
6. Dr. Abul lais Siddiqui, *Jamiul Qawaid(hissa sarf),*(Lahore: urdu science board 299 upper mall, third edition 2012), pg# 5 to 20
7. Ibid
8. Ibid
9. Masood Hussain khan, *Urdu Zaban ki Tareekh ka Khaka,*(Aligarh: sir syed book depo, jamia e urdu, 1984), pg# 24,25
10. Ibid
11. Ibid, jamiul qawaid, pg# 14 to 21
12. Ibid, Türk dili-I, pg# 17
13. https://tr.wikipedia.org/wiki/T%C3%BCrk_dilleri_tarihi#cite_note-TDT-Tablo-2
14. Ibid, Türk dili-I, pg# 42
15. https://ur.wikipedia.org/wiki/%D8%AA%D8%B1%DA%A9%DB%8C_%D8%B2%D8%A8%D8%A7%D9%86
16. Ibid, Türk dili-I, pg# 52
17. Dr. giyan chand jen,*Aam Lisaniyat,*(nai delhi: taraqqi e urdu board,___), pg# 192
18. H.A glaison, translated by: Ateeq Ahmed Siddiqui, *Tozihi lisaniyat,* (nai delhi: taraqqi e urdu board, 1979), pg#63
19. Shoukat sabzwari, *Urdu Qawaid*,(Karachi: maktaba e usloob, 2nd edition 1987), pg# 19 to 31
20. Ibid
21. Shafi Ahmed Siddiqui, *Urdu Zaban o Qawaid, hissa awwal*, (Nai delhi: maktaba e jamia limited, 1991) pg# 16